تقریر

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

اللہ تعالیٰ کی صفت مالک

(تقریر نمبر6)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (الفاتحہ)

کیا عجب تو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر اُن اسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

(درثمین)

معزّز سامعین! آج مجھے صفاتِ باری تعالیٰ میں سے چار بنیادی صفات ربُوبیّت، رحمانیّت، رحیمیّت اور مالکیّتِ یَوْمُ الدّین میں سے آخری صفت یعنی مالکیّتِ یَوْمُ الدّین پر بات کرنی ہے۔ جس کا سورۃ فاتحہ میں ذکر ہے۔ سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے چار صفاتی ناموں کا ذکر کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"چوتھا احسان خدا تعالیٰ کا جو قِسم چہارم کی خوبی ہے جس کو فیضان اخصّ سے موسوم کر سکتے ہیں، مالکیّتِ یَوْمُ الدّین ہے جس کو سورۃ فاتحہ میں فقرہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں بیان فرمایا گیا ہے اور اس میں اور صفتِ رحیمیّت میں یہ فرق ہے کہ رحیمیّت میں دعا اور عبادت کے ذریعہ سے کامیابی کا استحقاق قائم ہوتا ہے اور صفت مالکیّتِ یَوْمُ الدّین کے ذریعہ سے وہ ثمرہ عطا کیا جاتا ہے۔"

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 250)

یعنی رحیمیّت سے دعا اور عبادت کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے، انسان دعا اور عبادت کرتا ہے، اس سے مانگتا ہے اور مالکیّت سے اس کا پھل ملتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مَالِک کی تفسیر کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ

"مَالِك لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کا اپنے مملوک پر قبضہ تامّہ ہو، مکمل قبضہ ہو اور جس طرح چاہے اپنے تصرّف میں لا سکتا ہو اور بلا اشتراکِ غیر اس پر حق رکھتا ہو اور یہ لفظ حقیقی طور پر یعنی بلحاظ اس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پا سکتا۔ کیونکہ قبضہ تامّہ تصرّف تامّ اور حقوق تامّہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کے لئے مسلّم نہیں۔"

(منن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 152-153 حاشیہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے معنی یوں بیان فرمائے ہیں اس کے معنی یہ بنیں گے کہ جزا سزا کے وقت کا مَالِك، شریعت کے وقت کا مَالِك اور فیصلہ کرنے کے وقت کا مَالِك، مذہب کے وقت کا مَالِک۔ نیکی کے زمانے کا مَالِک اور گناہ کے زمانے کا مَالِك، یعنی جب بدی اور گناہ بہت پھیل جاتا ہے تو زمانے کا مَالِك مصلح اور نبی مبعوث فرما کر دنیا کی اصلاح اپنی مالکیّت کی صفت کے تحت کرتا ہے۔ محاسبہ کے وقت کا مَالِك، اطاعت کے وقت کا مَالِك یعنی اطاعت کرنے والوں کے

لئے خاص قانون قدرت ظاہر فرماتا ہے۔ معجزات بھی رونما ہوتے ہیں۔ خاص اور اہم حالتوں کا مالک یعنی اس کے حکم کے مطابق اعمال بجالانے والوں کے اجر اُن کو دیتا ہے جو آخر وقت تک وفا کے ساتھ اپنی حالتوں کو اس کے مطابق رکھیں، اس کے احکام کے مطابق رکھیں، وہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 24)

بعض علماء کے نزدیک مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی دوسری قرأت مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہے۔ علّامہ فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ لفظ مَلِك کی نسبت مَالِك، بندے کو اپنے ربّ کے فضلوں پر کہیں زیادہ امید دلانے والا ہے کیونکہ مَلِک یعنی بادشاہ سے زیادہ سے زیادہ جو امید رکھی جاسکتی ہے وہ عدل وانصاف ہے۔ جبکہ مَالِك وہ ہے جس سے بندہ اپنا لباس، کھانا، رحمت اور تربیت و پرورش ہر چیز کا طالب ہوتا ہے۔ پس مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں مَالِك کا لفظ رکھ کر گویا اللہ تعالیٰ یہ فرمارہا ہے کہ اے میرے بندو! مَیں تمہارا مَالِك ہوں، تمہارا کھانا پینا، لباس، جزاء، ثواب اور جنّت سب میرے ذمّہ ہے۔ امام کسائی کہتے ہیں کہ مَیں مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی بجائے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہی پڑھتا ہوں کیونکہ یہ قراءت اللہ تعالیٰ کے کثیر فضل اور وسیع رحمت پر دلالت کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ (الانفطار:20-18)

تجھے کیا پتہ کہ يَوْمُ الدِّيْنِ کیا ہے، پھر ہم کہتے ہیں کہ تجھے کیا پتہ جزا سزا کا دن کیا ہے؟ يَوْمُ الدِّيْنِ وہ ہے کہ جس دن کوئی شخص کسی دوسرے کے کام نہ آسکے گا اور صرف خدا تعالیٰ کا حکم جاری ہو گا۔ یہ خوف کا مقام ہے لیکن اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کے لئے، مؤمنوں کے لئے، جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہیں، اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں، یہ خوشخبری بھی اس میں ہے کہ اگر خالص ہو کر اس کے احکامات پر عمل کر رہے ہوں تو مالکیّتِ يَوْمُ الدّين تمہیں ان جنتوں کا وارث بنائے گی جن کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔

دنیاوی بادشاہ کسی نہ کسی رنگ میں دوسروں کے محتاج ہوتے ہیں۔ ان کے سامنے لوگ کھڑے بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسا بادشاہ ہے جو کسی کا محتاج نہیں، نہ اس دنیا میں نہ آخرت میں۔ اس لئے اس کی عام دنیاوی بادشاہوں کی طرح کی بادشاہت نہیں ہے بلکہ مَالِک ہونے کی وجہ سے مکمل تصرّف والی بادشاہت ہے جو زمین پر بھی قائم ہے اور آسمان پر بھی قائم ہے۔ اس زندگی میں اُس نے اپنی مالکیّت کے تحت چھوٹ دی ہوئی ہے۔ اچھے اور بُرے عمل بتا دیئے کہ یہ عمل اچھے عمل ہیں۔ یہ کرو تو میری طرف سے بہترین جزا پاؤ گے۔ یہ عمل بُرے عمل ہیں۔ اگر یہ کرو گے تو پھر مَیں سزا کا بھی حق رکھتا ہوں، سزا دے سکتا ہوں، سزا دوں گا اور جزا سزا کا فیصلہ مکمل طور پر میرے ہاتھ میں ہے۔ اس بارے میں کوئی کسی کے کام نہیں آسکتا، کوئی سفارش کام نہیں آئے گی۔ اس وقت کی کوئی معافی کام نہیں آئے گی۔

اللہ تعالیٰ مَلِكٌ بھی ہے اور مَالِک بھی ہے اور اسے تصرّف میں پوری آزادی حاصل ہے۔ نیک اعمال کرنے والوں کو جزا دیتا اور برے اعمال کرنے والوں کو سزا دیتا ہے۔ اور مَالِكٌ ہونے کی حیثیت سے اس کو یہ بھی اختیار ہے کہ اگر چاہے تو معاف فرمادے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (المائدۃ:41)

کیا تُو نہیں جانتا کہ اللہ ہی ہے جس کی آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر جیسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”مَالِکِیّتِ يَوْمِ الدِّيْنِ اپنے فیضان کے لئے فقیرانہ تضرّع اور الحاح کو چاہتی ہے اور صرف اُن انسانوں سے تعلق رکھتی ہے جو گداؤں کی طرح حضرتِ احدیّت کے آستانہ پر گرتے ہیں اور فیض پانے کے لئے دامنِ افلاس پھیلاتے ہیں اور سچ مچ اپنے تئیں تہی دست پاکر خدا تعالیٰ کی مالکیت پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ چار الٰہی صفتیں ہیں جو دنیا میں کام کر رہی ہیں اور ان میں سے جو رحیمیّت کی صفت ہے وہ دعا کی تحریک کرتی ہے اور مالکیّت کی صفت خوف اور قلق کی آگ سے گداز کر کے سچا خشوع اور خضوع پیدا کرتی ہے کیونکہ اس صفت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ مالک جزا ہے۔ کسی کا حق نہیں جو دعویٰ سے کچھ طلب کرے اور مغفرت اور نجات محض فضل پر ہے۔“

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 243)

پس مَالِکِیّتِ یَوْمِ الدِّیْن کی صفت سے فیض پانے کے لئے نیک اعمال بجالانا، اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنا، اس کی عبادت کی طرف توجہ دینا انتہائی ضروری چیزیں ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں اور یوں مغفرت اور نجات حاصل کرنے والے ہوں۔

سامعین! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین و آسمان کی بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ وہ مالکِ کُل ہے، تمام کائنات اس کے اشارے پر چل رہی ہے۔ وہ اِس دنیا میں بھی تمہارا مالک ہے اور مرنے کے بعد بھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے حکموں پر عمل کرو تا کہ اِس دنیا میں بھی میری خوشنودی حاصل کر سکو اور اگلے جہان میں بھی جب تمہارے متعلق آخری جزا سزا کا فیصلہ ہو گا، میری رضا کے حصول کے لئے کئے گئے اعمال کی وجہ سے میری جنتوں کے وارث ٹھہر سکو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (الفاتحۃ:4) خدا مالک ہے جزا سزا کے دن کا، ایک رنگ میں اسی دنیا میں بھی جزا سزا ملتی ہے۔ ہم روز مرّہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ چور چوری کرتا ہے۔ ایک روز نہ پکڑا جاوے گا، دو روز نہ پکڑا جاوے گا، آخر ایک روز پکڑا جائے گا اور زندان میں جائے گا اور اپنے کئے کی سزا بھگتے گا۔ یہی حال زانی، شراب خور اور طرح طرح کے فسق و فجور میں بے قید زندگی بسر کرنے والوں کا ہے کہ ایک خاص وقت تک خدا کی شان ستاری ان کی پردہ پوشی کرتی ہے۔ آخر وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور دکھوں میں مبتلا ہو کر ان کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور یہ اس اُخروی دوزخ کی سزا کا نمونہ ہے۔ اسی طرح سے جو لوگ سرگرمی سے نیکی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور فرمانبرداری ان کی زندگی کا اعلیٰ فرض ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ ان کی نیکی کو بھی ضائع نہیں کرتا اور مقرّرہ وقت پر ان کی نیکی بھی پھل لاتی اور بار آور ہو کر دنیا میں ہی ان کے واسطے ایک نمونہ کے طور پر مثالی جنت حاصل کر دیتی ہے۔ غرض جتنے بھی بدیوں کا ارتکاب کرنے والے فاسق، فاجر، شراب خور اور زانی ہیں ان کو خدا کا اور روز جزا کا خیال آنا تو درکنار، اسی دنیا میں ہی اپنی صحت، تندرستی، عافیّت اور اعلیٰ قویٰ کھو بیٹھتے ہیں اور پھر بڑی حسرت اور مایوسی سے ان کو زندگی کے دن پورے کرنے پڑتے ہیں۔ سِل، دق، سکتہ اور رعشہ اور اَور خطرناک امراض ان کے شامل حال ہو کر مرنے سے پہلے ہی مار رہتے اور آخر کار بے وقت اور قبل از وقت موت کا لقمہ بن جاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد پنجم 641-642 جدید ایڈیشن)

پیارے بھائیو! آئیں دیکھیں! اللہ تعالیٰ مالک صفت کی مناسبت سے قرآن کریم میں فرماتا ہے:

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ (الزمر:7)

یہ ہے اللہ تمہارا ربّ اسی کی بادشاہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس تم کہاں الٹے پھرائے جاتے ہو۔ توجہ کرو اپنے خدا کی طرف کہ اُسی کی طرف جانا ہے۔ پس اپنے پیدائش کے مقصد کو سمجھ کر اس کے بتائے ہوئے احکامات کی نافرمانی نہ کرو۔

ایک اَور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (البقرۃ:108)

کیا تو نہیں جانتا کہ وہ اللہ ہی ہے جس کی آسمان اور زمین کی بادشاہی ہے اور اللہ کو چھوڑ کر تمہارے لئے کوئی سرپرست اور مددگار نہیں ہے۔

پس آسمان اور زمین کی بادشاہت اُسی واحد اور لاشریک خدا کی ہے تو یہ بات بھی اُسی کو زیب دیتی ہے کہ اس کی عبادت بھی کی جائے اور اس کے احکامات پر عمل بھی کیا جائے۔ کیونکہ اس کے علاوہ کوئی نہیں جو تمہارا بہترین دوست اور مددگار ہو۔ جو کُل عالم کا، زمین و آسمان کا مالک ہے، بادشاہ بھی ہے جب وہ کسی کا دوست اور مددگار ہو جائے تو پھر اس کو اور کیا چاہئے۔ کیا تم اس کے مقابلے میں جو مالک ارض و سماء ہے دنیا کی عارضی چیزیں اور ادنیٰ خواہشات اور شیطان کا غلط کاموں کے لئے بہکانا اور اس کی جھولی میں گرنا اختیار کرو گے۔ پس اللہ تعالیٰ مختلف طریقوں سے ہمیں سمجھاتا ہے کہ مَیں جو مالکِ کُل ہوں مجھے چھوڑ کر تم کن باتوں میں پڑنے کی کوشش کر رہے ہو۔ آج دنیا کے تمام فساد اسی اہم نکتے کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہیں۔ آج اگر دنیا اس حقیقت کو سمجھ لے کہ سوائے ایک خدا کے جو مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہے مکمل مالکیت اسی کی ہے، وہی مالک حقیقی ہے، اس کی زمین و آسمان پر بادشاہت قائم ہے تو دنیا کے یہ تمام فتنے اور فساد ختم ہو جائیں۔ پس اگر انسان خدا تعالیٰ کی حقیقی مالکیّت کو اپنے اوپر تسلیم کر لے تو پھر اس کا خوف بھی پیدا ہو گا۔ پھر یہ احساس ہو گا کہ ایک خدا ہے جس کی ہمیں عبادت بھی کرنی ہے، جس کے احکامات پر عمل بھی کرنا ہے کیونکہ جزا سزا کا ہمارے ساتھ سلوک ہونا ہے تو پھر ہی نیک اعمال بجالانے کی طرف توجہ بھی ہو گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"یاد رہے کہ مالك ایک ایسا لفظ ہے جس کے مقابل پر تمام حقوق مسلوب ہو جاتے ہیں اور کامل طور پر اطلاق اس لفظ کا صرف خدا پر ہی آتا ہے کیونکہ کامل مالک وہی ہے۔"

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 23)

پس دنیا میں تو کوئی ایسی ہستی نہیں جس کے لئے انسان تمام حقوق چھوڑ تا ہے۔ بادشاہوں کے مقابل پر بھی رعایا کے کچھ حقوق ہوتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے مقابلے پر کوئی حق نہیں ہے۔ یعنی حق کا مطالبہ کوئی نہیں کر سکتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات پر عمل کرنے والوں کے لئے بعض حقوق خود اپنے پر فرض کر لئے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ اگر بندہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کرے، اس کی عبادت کرے، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائے تو اللہ نے پھر اپنے پر یہ فرض کر لیا ہے کہ اس کو اپنی جنت میں جگہ دے۔ پس حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا، اس کی عبادت کرنا، اس کا شکر گزار ہونا، اس کا خوف رکھنا، صرف اس لئے نہیں کہ اگلے جہان میں ہمارے ساتھ کیا سلوک ہونا ہے، وہیں تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ جزا سزا کا سلوک کرتا ہے۔ نیک کام کرنے والوں کو نوازتا ہے۔ بُرائیاں کرنے والوں کو سزا دیتا ہے۔ مختلف طریقوں سے اپنے بندوں کے امتحان لیتا ہے اور اس میں پورا اترنے والوں کو اس کی بہترین جزا دیتا ہے اور جو اس کی مالکیّت کی بجائے اپنی مالکیّت جتاتے اور اس کے ناشکر گزار بندے بنتے ہیں تو بعض وقت وہ اس دنیا میں ہی ان کو سزا بھی دیتا ہے۔

سامعین! ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل کے تین آدمی تھے۔ ایک کوڑھی، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کے لئے ان کے پاس انسانی شکل میں ایک فرشتہ بھیجا۔

پہلے وہ کوڑھی کے پاس گیا اور اس سے کہا تجھے کیا چیز پسند ہے؟ اس نے جواب دیا خوبصورت رنگ، خوبصورت جلد، میری وہ بدصورتی جاتی رہے جس کی وجہ سے لوگوں کو مجھ سے گِھن آتی ہے۔ اس فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا اور اس کی بیماری جاتی رہی اور خوبصورت رنگ اس کو مل گیا۔ پھر فرشتے نے کہا کون سا مال تجھے پسند ہے؟ اس نے اونٹ کا نام لیا۔ اسے اعلیٰ درجہ کی دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں دے دی گئیں۔ فرشتے نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تیرے مال میں برکت دے۔

پھر وہ گنجے کے پاس گیا اور اس سے کہا کون سی چیز تجھے پسند ہے؟ اس نے جواب دیا خوبصورت بال اور گنجے پن کی بیماری چلی جائے جس کی وجہ سے لوگوں کو مجھ سے گِھن آتی ہے۔ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری جاتی رہی اور خوبصورت بال اس کے اُگ آئے۔ پھر فرشتے نے کہا کون سا مال تجھے پسند ہے؟ اس نے کہا گائیں۔ فرشتے نے اس کو گابھن گائیں دے دیں یعنی ایسی گائیں جو بچے دینے والی تھیں اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت دے۔

پھر وہ اندھے کے پاس گیا اور کہا تجھے کون سی چیز پسند ہے؟ اس نے کہا مَیں چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ میری نظر کو لوٹا دے تا کہ مَیں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو نظر واپس دے دی۔ پھر فرشتے نے پوچھا کون سا مال تجھے پسند ہے؟ اس نے جواب دیا بکریاں۔ چنانچہ خوب بچے دینے والی بکریاں اسے دے دی گئیں۔ پس ان تینوں کے پاس اونٹ، گائے اور بکریاں خوب پھلی پھولیں۔ اس کے ہاں اونٹوں کی قطاریں لگ گئیں۔ اسی طرح گائیوں کے گلوں اور بکریوں کے ریوڑوں سے وادیاں بھر گئیں۔ کچھ مدّت کے بعد فرشتہ کوڑھی کے پاس خاص غریبانہ شکل وصورت میں آیا اور کہا مَیں غریب آدمی ہوں میرے تمام ذرائع ختم ہو چکے ہیں۔ مَیں اس خدا تعالیٰ کا واسطہ دے کر ایک اونٹ مانگتا ہوں جس نے تجھ کو خوبصورت رنگ دیا ہے، ملائم جلد دی ہے اور بے شمار مال غنیمت دیا ہے۔ اس پر اس نے کہا مجھ پر بہت ساری ذمہ داریاں ہیں۔ مَیں ہر ایک کو کس طرح دے سکتا ہوں۔ انسان نما فرشتے نے کہا۔ تُو وہی کوڑھی غریب اور محتاج نہیں تھا جس سے لوگوں کو گِھن آتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے صحت عطا فرمائی اور مال دیا۔ اس پر وہ بولا تم کیسی باتیں کرتے ہو۔ مال تو مجھے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملا ہے یعنی مَیں خاندانی امیر ہوں۔ اس پر فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔

پھر وہ گنجے کے پاس آیا اور اس کو بھی وہی کہا جو پہلے کو کہا تھا۔ اس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے نے دیا تھا۔ اس پر فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹ بول رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔ پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ مَیں غریب مسافر ہوں۔ سفر کے ذرائع ختم ہو چکے ہیں۔ تجھ سے مَیں اس خدا کا واسطہ دے کر مانگتا ہوں جس نے تجھے نظر واپس دے دی اور تجھے مال و دولت سے نوازا۔ اس آدمی نے کہا بے شک مَیں اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دیا ہے جتنا چاہو اس مال میں سے لے لو اور جتنا چاہو چھوڑ دو۔ سب کچھ اسی کا دیا ہوا ہے۔ اس پر اس انسان نما فرشتے نے کہا اپنا مال اپنے پاس رکھو یہ تو تمہاری آزمائش تھی۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے خوش ہے اور تیرے دوسرے ساتھیوں سے ناراض ہے۔ تُو اس کی رحمت کا مستحق ہے اور وہ اس کے غضب کے مورد بن گئے۔

(بخاری کتاب الانبیاء، مسلم کتاب الزھد)

جیسا کہ فرماتا ہے

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ۔ بِيَدِكَ الْخَيْرُ۔ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (آل عمران:27)

تو کہہ دے اے میرے اللہ! سلطنت کے مالک تُو جسے چاہے فرمانروائی عطا کرتا ہے اور جس سے چاہے فرمانروائی چھین لیتا ہے اور تُو جسے چاہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔ خیر تیرے ہی ہاتھ میں ہے یقیناً تُو ہر چیز پر جسے تُو چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

سامعین! حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ نے اپنی کتاب ”حیات قدسی“ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ ایک حکایت درج کی ہے لکھتے ہیں کہ

”حضرت داؤدؑ کے زمانے کی بات ہے کہ ایک درویش حجرہ نشین، جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہتا تھا اور خلوت نشینی اس کا محبوب شغل تھا علیحدہ کمرے میں بند رہتا تھا۔ ایک دن جب وہ ذکر الٰہی میں مشغول تھا۔ اس کے..... دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہوئی کہ گائے کا گوشت کھانے کی اس کو خواہش ہوئی تو گائے کا بچھڑا اس کے حجرہ کے اندر خود بخود آ گیا۔ اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ گائے کا بچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری خواہش پر اس حجرہ میں آیا ہے۔ اس نے اسے ذبح کیا تا کہ اس کا گوشت کھا کر اپنی خواہش پوری کرے۔ جب ابھی ذبح کیا ہی تھا کہ اوپر سے ایک شخص آ گیا اور یہ دیکھ کر کہ اس درویش نے بچھڑا ذبح کیا ہے غضبناک ہو کر بولا کہ یہ میرا جانور ہے، تم نے اسے ذبح کیوں کیا۔ مَیں اس پر عدالت میں استغاثہ دائر کروں گا۔ چنانچہ اس شخص نے بحیثیت مدّعی حضرت داؤدؑ کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ حضرت داؤدؑ نے اس درویش سے پوچھا کہ اس الزام کا تمہارے پاس کوئی جواب ہے۔ اس درویش نے بیان کیا کہ میرے والد جب کہ مَیں چھوٹا ہی تھا تجارت کے لئے کسی ملک میں گئے۔ اس کے بعد مَیں جوان ہوا اور اسے عرصہ دراز گزر گیا۔ مَیں نے کچھ تعلیم حاصل کر کے بعض اہل اللہ سے تعلق پیدا کیا اور گوشہ نشینی کو اختیار کر لیا۔ اسی اثناء میں جبکہ مَیں ذکر الٰہی میں مصروف تھا میرے دل میں گائے کا گوشت کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ یہ گائے کا بچھڑا میرے حجرہ میں آ گیا۔ مَیں نے یہی سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے میری خواہش کو پورا کرنے کے لئے یہ گائے کا بچھڑا میرے حجرہ میں بھیج دیا ہے۔ اس لئے مَیں نے اسے ذبح کر لیا۔ یہ شخص اوپر سے آ گیا اور غضبناک ہو کر بولا کہ تُو نے میرا جانور چرایا ہے اور پھر ذبح بھی کر لیا ہے۔ مَیں تو سمجھا تھا اللہ تعالیٰ نے میری خواہش کے مطابق بھیجا ہے۔

حضرت داؤدؑ کے دل پر اس درویش کے بیان سے بلحاظ اس کی نیکی اور پارسائی اور عاجزانہ حالت کے خاص اثر ہوا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اچھا اس وقت جاؤ اور فلاں تاریخ کو دونوں حاضر ہو جاؤ تا فیصلہ سنا دیا جائے۔ حضرت داؤدؑ نے اللہ تعالیٰ کے حضور بہت دعا کی کہ اے میرے خدا! تُو اس مقدمہ میں میری راہنمائی فرما اور اصل حقیقت جو بھی ہے مجھ پر کھول دے۔ جب حضرت داؤدؑ نے نہایت تضرّع سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ جو کچھ درویش نے بیان کیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ اس درویش کا والد جو بہت بڑا تاجر تھا اور مدّت تک باہر تجارت کرنے کے بعد لاکھوں روپے کی مالیّت حاصل کی اور کئی ریوڑ بھیڑوں اور بکریوں کے اور کئی گلے گائیوں اور اونٹوں کے اس کی ملکیت میں تھے۔ وہ واپس وطن کو آ رہا تھا اور یہ مدّعی ہے نمک حرام اس درویش کے باپ کا نوکر تھا۔ جب وہ تاجر اپنے شہر کے قریب ایک میدان میں اترا اور رات کو سویا تو اس شخص نے نمک حرامی کی اور چھری سے اس کے اوپر حملہ کر کے، اس چھری سے جس پر اس شخص کا نام بھی کندہ تھا اس تاجر کو قتل کر دیا اور اس میدان کے گوشے میں گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ کو خدا تعالیٰ نے کشفی حالت میں وہ میدان اور وہ گڑھا سب کچھ دکھا دیا اور بتایا کہ ہم نے یہ سب کارروائی اس لئے کروائی کہ اس قاتل کے پاس جس قدر مال مویشی اور روپیہ ہے وہ سب درویش کو جو مقتول تاجر کا بیٹا ہے اور اصل وارث ہے دلایا جائے اور مدّعی کو جو درویش کے باپ کا قاتل ہے قصاص کے طور پر قتل کی سزا دلائی جائے۔

جب مقررہ دن کو یہ دونوں حاضر ہوئے تو حضرت داؤدؑ نے اس مدّعی کو کہا کہ تم اس درویش کو معاف کر دو تمہارے لئے اچھا ہو گا۔ اس مدّعی نے عدالت کے کمرے میں شور ڈال دیا کہ دیکھو جی! کیا عدالت ہے؟ کیا عدالت یوں ہوتی ہے مجرموں کو بجائے سزا کے مدّعی سے معافی دلائی جا رہی ہے۔ حضرت داؤدؑ کے بار بار سمجھانے پر بھی جب مدّعی نے عدل عدل کی رٹ لگائی تو آپؑ نے سپاہی کو حکم دیا کہ اس مدّعی کو ہتھکڑی لگا کر فلاں میدان لے جا کر وہ گڑھا کھود کر چھری اور تاجر کے خون آلود کپڑے اس مدّعی کو دکھلائے جائیں۔ نعش اور اس کے نام کی کندہ شدہ چھری اور خون آلود کپڑے ملے تو حضرت داؤدؑ نے مدّعی قاتل کو قصاص کے طور پر قتل کا حکم سنایا تو اس پر مدعی کہنے لگا کہ مَیں ملزم کو معافی دیتا ہوں اور مقدمہ واپس لیتا ہوں، آپ بھی مجھے معاف فرمائیں۔ تو حضرت داؤد نے فرمایا کہ اب معافی نہیں دی جا سکتی۔ اب اسی عدل کے مطابق جو تم مانگتے تھے کارروائی ہو گی اور اس کے بعد مدّعی کو قتل کا آخری حکم سنایا گیا۔ جو کچھ مال و متاع مویشی اور روپیہ اور جائیداد وغیرہ تاجر کی جو چیزیں غصب کی گئی تھیں وہ سب کی سب اس درویش کو جو تاجر کا بیٹا تھا اور وہ اصل وارث تھا اس کو دے دی گئیں۔

(خلاصہ از حیات قدسی حصہ چہارم صفحہ 165۔169)

اِس واقعہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا ہر چیز کا مالک ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال اور حرام واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان متشابہات ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے اور جو بھی متشابہات سے بچتا رہے اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا اور جو کوئی اس میں پڑ گیا وہ اس چرواہے کی طرح ہے جو اپنے جانور روکی گئی فصل کے قریب چراتا ہے ممکن ہے کہ وہ اس میں داخل ہو جائیں۔ یاد رکھو کہ ہر مَلِک، بادشاہ کے لئے ایک روک ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی روک دنیا میں اس کے محارم، نواہی، مناہی ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہو تو سارا بدن ٹھیک ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہو تو سارا جسم خراب ہوتا ہے اور وہ دل ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب فضل من استبراء لدینہ حدیث نمبر 52)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

"تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اپنی رعیّت کے بارے میں جوابدہ ہے۔ امام نگران ہے اور وہ اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے۔ آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے، اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ خادم اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

(بخاری کتاب الاستقراض واداء الدیوان)

یہ چاروں یاد رکھیں کہ جو مالک کُل ہے، جو زمین و آسمان کا مالک ہے جس نے یہ ذمہ داریاں تمہارے سپرد کی ہیں وہ تم سے ان ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھے گا کہ صحیح طرح ادا کی گئی ہیں یا نہیں کی گئیں۔ جس دن وہ مالک یوم الدین جزا اور سزا کے فیصلے کرے گا اس دن یہ سب لوگ جوابدہ ہوں گے۔ اس لئے کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ دل دہل جاتا ہے ہر اس شخص کا جو جزا سزا پر یقین رکھتا ہے۔

سامعین! پھر گھر کا سربراہ، خاوند اور عورت بھی مجازی طور پر مالک ہیں اور جزا و سزا سے یہ گزرنے والے ہیں اس لئے اُن کو بھی اپنی ذمّہ داریوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اپنے بچوں اور افرادِ خاندان کی تربیت کی ذمہ داری ان کی ہے۔ ان کے اپنے عمل نیک ہونے چاہئیں۔ ان کی اپنی ترجیحات ایسی ہونی چاہئیں جو دین سے مطابقت رکھتی ہوں، نظام جماعت اور نظام خلافت سے گہری وابستگی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پابندی کی طرف پوری توجہ اور کوشش ہو تبھی صحیح رنگ میں اپنے زیر اثر کی بھی تربیت کر سکیں گے۔ پھر اپنے **مالک کے مال کی نگرانی کے بارے میں بھی ہر شخص پوچھا جائے گا۔**

ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جسے اللہ نے مال اور اولاد عطا کی تھی۔ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ جب مَیں اللہ کے حضور پیش ہوں گا تو مجھے عذاب دے گا کیونکہ مَیں نے کوئی خاص نیکی نہیں کی۔ اس لئے جب مَیں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری راکھ کو ہوا میں اڑا دینا۔ لیکن خدا چونکہ مالکِ کُل ہے اس لیے اللہ نے اس راکھ کو مجسم شخص کی صورت میں بنا دیا۔ پھر اللہ نے پوچھا اے میرے بندے! کس چیز نے تجھے ایسا کرنے پر اکسایا تھا۔ اس نے کہا تیرے خوف نے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کی تلافی اس پر رحم کرتے ہوئے کر دی۔

(بخاری کتاب الرقاق باب الخوف من اللہ عزّ وجل حدیث: 6481)

سامعین! روایت ہے کہ ہر رات جب اس کا ابتدائی، تیسرا حصہ گزر جاتا ہے، دنیا کے آسمان پر اللہ تعالیٰ اترتا ہے اور کہتا ہے کہ "اَنَا الْمَلِكُ اَنَا الْمَلِكُ" یعنی مَیں اس کا حقیقی مالک ہوں، اور بادشاہ ہوں۔ جو بھی مجھ سے دعا کرے گا مَیں اس کے لئے اسے قبول کروں گا اور جو مجھ سے مانگے گا تو مَیں اسے دوں گا اور جو مغفرت طلب کرے گا مَیں اس کو بخش دوں گا اور وہ اسی طرح طلوع فجر تک رہتا ہے۔

(مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرھا)

دیکھیں! جو زمین و آسمان کا مالک ہے وہ خود آواز دے رہا ہے، خود پکار رہا ہے کہ آؤ اور مجھ سے مانگو، مجھ سے لو، یہ جو میرے خزانے ہیں ان کو حاصل کرو، مَیں تم سب کو بھی دیتا رہوں تو میرے خزانوں میں کمی نہیں آتی۔ کسی بادشاہ کو تو اپنے خزانے میں کمی کا خوف ہو سکتا ہے لیکن مجھے نہیں۔ اللہ فرماتا ہے میرے خزانوں میں تو اتنی کمی بھی نہیں آتی جتنی ایک سوئی کو سمندر میں ڈبو کر اس سوئی کے ساتھ پانی کا قطرہ لگ جانے سے آتی ہے۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم حدیث: 6467)

اللہ تعالیٰ کا صفتِ مالکیت کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پرتَو بنتے ہوئے اظہار کا بھی ذکر ضروری ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص کو آپ کے سامنے لایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ آپ کے قتل کے ارادہ سے آیا تھا۔ جب وہ قابو آ گیا تو بہت خوفزدہ تھا، بڑا ڈرا ہوا تھا کہ اب مجھے سزا ملے گی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تو مت ڈر۔ **اگر تم ایسا کرنے کا ارادہ بھی کرتے تو تم مجھ پر مسلّط نہ کئے جاتے۔**

(الشفاء للقاضی عیاض، جزاوّل صفحہ -74الباب الثانی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کے ہاتھ سے قتل نہ کیا جانا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اور قرآن شریف کی صداقت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی ہے کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس (المائدۃ:68) اور پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی درج تھی کہ نبی آخر الزمان کسی کے ہاتھ سے قتل نہ ہو گا۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد2 صفحہ 415)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک دیکھیں۔ طائف کے سفر پر آپ کو غنڈوں نے لہولہان کر دیا تھا۔ جب نڈھال ہو کر آپ ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے، جب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی مخالفین کے لئے حرکت میں آ چکی تھی۔ اس وقت جبریل علیہ السلام اور آپ کے درمیان کیا باتیں ہوئیں۔ لکھا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی قوم نے انکار کر دیا تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کے آپ کے بارے میں تبصرے اور ان کا آپ کو جواب سن لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ملک الجبال کو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ آپؐ اس کو اپنی قوم کے بارے میں جو چاہیں حکم دیں۔ چنانچہ ملک الجبال نے آپؐ کو مخاطب کیا، آپ کو سلام کیا اور کہا مجھے اپنی قوم کے بارے میں جو چاہے حکم دیں۔ اگر آپ پسند کریں تو میں ان کو ان دو پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الجبال کو مخاطب کر کے فرمایا: نہیں بلکہ مَیں یہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسی نسل پیدا کرے جو خدائے واحد کی عبادت کرتے اور اس کا کسی کو بھی شریک نہ قرار دیتے ہوں۔

(الشفاء للقاضی عیاض، جزاوّل صفحہ 184۔ الباب الثانی)

اللہ مالکُ الملک ہے۔ وہ آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دنیا میں پھیلا رہا ہے اور یہ ان شاء اللہ تعالیٰ پھیلے گا اور پھلے گا اور اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی غالب فرمائے گا۔ آپؑ کو الہام ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ عنقریب اسے ایک ملکِ عظیم دیا جائے گا..... اور خزائن اس پر کھولے جائیں گے۔"

(تذکرہ صفحہ 148 ایڈیشن چہارم)

یہ ملکِ عظیم دنیا کی حکومتیں نہیں ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی بادشاہت ہے۔ روحانی بادشاہت کے قیام کے لئے یہ تمام دنیا آپ کو دی جائے گی۔ وہ ملک دیا جائے گا جس کی حدیں کسی ملک کی جغرافیائی حدود تک نہیں بلکہ کل دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں اور وہ روحانی خزائن جو آپ کو دیئے گئے وہ تقسیم ہو رہے ہیں، آج دنیا میں ہر جگہ پہنچ رہے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک الہام ہوا کہ

"مجھے اللہ جلّشانہٗ نے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ وہ بعض امراء اور ملوک کو بھی ہمارے گروہ میں داخل کرے گا" اور فرمایا کہ "مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ (تذکرہ صفحہ 8 ایڈیشن چہارم)۔ فرمایا "یہ برکت ڈھونڈنے والے بیعت میں داخل ہوں گے اور ان کے بیعت میں داخل ہونے سے گویا سلطنت بھی اس قوم کی ہو گی۔ پھر مجھے کشفی رنگ میں وہ بادشاہ دکھائے بھی گئے۔ وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور چھ سات سے کم نہ تھے۔"

(تذکرہ صفحہ 8 ایڈیشن چہارم)

اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا فضل حاصل کرنے کے لئے ان صفات پر غور کرنا اور اپنے آپ کو ان کے مطابق ڈھالنا انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضلوں سے ہمیشہ حصہ دیتا رہے اور جزا سزا کے دن بھی رحم حاصل کرنے والے ہوں۔

(یہ تقریر حضورِ انور ایدہ اللہ کے صفتِ مالکیّت پر چار خطبات کا خلاصہ ہے جو زیادہ تر حضور ہی کے الفاظ میں تیار کی گئی ہے)